41957 ـ وجوب حج کی شروط

سوال

وجوب حج کی شروط کیا ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

علماء رحمہم اللہ نے وجوب حج کی کچھ شروط بیان کي ہیں جن کے پائے جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے، ان شروط کے بغیر حج فرض نہیں ہوتا، وہ شروط پانچ ہیں:

اسلام ۔ عقل ۔ بلوغت ۔ آزادی ۔ استطاعت ۔

1 ـ اسلام:

سب عبادات میں یہ شرط ہے، اس لیے کہ کافر کی عبادت ہی صحیح نہیں کیونکہ فرمان باری تعالی ہے:

ان کے خرچ کو قبول نہ ہونے کا سبب اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کہ انہوں نے اللہ تعالی اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا التوبۃ (54).

اور معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن روانہ کیا تو انہیں فرمایا:

" تم اہل کتاب کی قوم کے پاس جا رہے ہو انہیں اس گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور میں اللہ تعالی کا رسول ہوں، اگر تو وہ اس میں تیری اطاعت کرلیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کي ہیں، اگر وہ اس میں بھی تیری اطاعت کرلیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان کے مالداروں پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان سے لیکر ان کے فقراء میں لوٹا دی جائیگی "

متفق علیہ.

اس لیے کافر کو پہلے تو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی جائیگی اور جب وہ اسلام قبول کر لے تو پھر ہم اسے

نماز، زكاۃ ا ور روزہ اور حج اور باقی سب عبادات اور اسلام احكام كا حكم دينگے.

2 ـ 3 ـ عقل اور بلوغت:

اس كی دليل نبی كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا درج ذيل فرمان ہے:

" تين اشخاص مرفوع القلم ہيں، سوئے ہوئے شخص سے حتى كہ وہ بيدار ہو جائے، اور بچے سے حتى كہ وہ بالغ ہو جائے، اور مجنون سے حتى كہ وہ عقلمند ہو جائے"

سنن ابو داود حديث نمبر (4403) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالى نے صحيح ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

اس ليے بچے پر حج واجب نہيں، ليكن اگر اس كا ولی اسے حج كرواتا ہے تو اس كا حج صحيح ہے، اور بچے كو حج كا اجروثواب حاصل ہو گا، اور اس كے ولی كو بھی اجر ملے گا، كيونكہ نبی كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے سامنے جب ايك عورت نے بچہ اٹھا كر دريافت كيا كہ:

كيا اس كے ليے حج ہے ؟

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا تھا:

" جی ہاں، اور اور تجھے اجروثواب ملے گا "

اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالى نے روايت كيا ہے.

4 ـ آزادی:

غلام پر حج واجب نہيں، كيونكہ وہ اپنے مالك كے حق ميں مشغول ہے.

5 ـ استطاعت اور قدرت:

فرمان باری تعالى ہے:

اور لوگوں پر اللہ تعالى كے ليے حج فرض ہے، جو كوئی اس كی راہ كی استطاعت ركھے آل عمران (97).

يہ مالی اور بدنی دونوں استطاعت كو شامل ہے.

بدنی استطاعت كا معنى يہ ہے كہ: وہ بدنی طور پر صحيح ہو، اور بيت اللہ تك سفر كرنے كی مشقت كا متحمل ہو.

اور مالی استطاعت کا معنی یہ ہے کہ: وہ بیت اللہ تک جانے اور واپس آنے کے خرچ کا مالک ہو.

مستقل فتوی کمیٹی کا کہنا ہے کہ:

حج کی مناسبت سے استطاعت یہ ہے کہ بدنی طور پر صحیح ہو، اور بیت اللہ تک پہنچنے کے خرچ کا متحمل ہو چاہے ہوائی جہاز کے ذریعہ یا پھر گاڑی یا جانور یا اس کی اجرت کا مالک ہو، اور اس کے ساتھ آنے جانے زاد راہ کا بھی مالک ہو جو آنے جانے تک کے لیے کافی ہو، اور اس کے علاوہ حج سے واپس آنے تک کا گھریلو خرچ بھی رکھتا ہو، اور عورت کے ساتھ اس کا خاوند یا پھر اس کا محرم حج یا عمرہ کے سفر میں اس کے ساتھ ہو. اھ

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (11 / 30).

اور اس میں یہ بھی شرط ہے کہ بیت اللہ تک جانے کا خرچ اس کی اصل ضروریات اور شرعی نفقہ اور اس کے قرض کی ادائیگی سے زیادہ ہو.

قرض سے مراد اللہ تعالی کے حقوق مثلا کفارے اور انسانوں کے حقوق مراد ہیں.

جس شخص پر قرض ہو، اور اس کا مال حج اور قرض کی ادائیگی دونوں کے لیے کافی نہ ہو تو اسے پہلے قرض ادا کرنا چاہیے، اور اس پر حج فرض نہیں ہوتا.

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس میں علت قرض خواہ کی عدم اجازت ہے، اس لیے جب وہ اجازت دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

اس خیال اور گمان کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں، بلکہ علت تو ذمہ داری ہے، اور یہ معلوم ہے کہ اگر قرض خواہ مقروض کو اجازت دے بھی دے تو مقروض کے ذمہ قرض باقی ہے، اور وہ اس اجازت ملنے پر قرض سے بری الذمہ نہیں ہو گا، اسی لیے مقروض کو کہا جائیگا کہ:

تم پہلے قرض ادا کرو اور پھر اگر تمہارے پاس حج کرنے کے لیے مال بچ جائے تو حج کرو، وگرنہ آپ پر حج واجب نہیں ہوتا.

اور اگر مقروض شخص جس نے قرض کی ادائیگی نے حج نہ کرنے دیا ہو بغیر حج کیے فوت ہو جائے تو وہ اسلام میں بغیر کسی کمی و کوتاہی کے اللہ سے ملے گا، کیونکہ اس پر حج واجب نہیں ہوا، جس طرح فقیر پر زکاۃ واجب نہیں ہوتی اسی طرح حج بھی نہیں.

لیکن اگر اس نے قرض پرحج کو مقدم کر لیا اور قرض ادا کرنے سے قبل فوت ہو گیا تو پھر وہ خطرہ میں ہے، کیونکہ

شهید کو قرض کے علاوہ باقی سب کچھ بخش دیا جاتا ہے، تو پھر اس کے علاوہ کسی اور کو کیسے ؟!

شرعی خرچ اور نفقہ سے مراد یہ ہے کہ:

وہ نفقہ اور اخراجات جو شریعت نے مقرر کیے ہیں، مثلا اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ، جس میں کوئی اسراف اور فضول خرچی و زیادتی نہ ہو، اگر وہ متوسط الحال یعنی درمیانی حالت والا ہے اور اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنا چاہتے ہے اور اس کے لیے قیمتی گاڑی خرید لے تا کہ وہ غنی اور مالداروں کے ساتھ مل کر مقابلہ کرے، اور اس کے پاس حج کے لیے مال نہیں تو اس کے لیے گاڑی فروخت کرنی واجب ہے، تا کہ اس کی قیمت سے حج کر سکے، اور وہ اپنی حالت کے مطابق گاڑی خریدے.

کیونکہ اس قیمتی گاڑی کی خریداری میں رقم خرچ کرنی شرعی اخراجات میں شامل نہیں ہوتا، بلکہ یہ اسراف اور فضول خرچی میں شامل ہوتا ہے جس سے شریعت مطہرہ نے منع کیا ہے.

اور نفقہ اور اخراجات میں معتبر یہ ہے کہ اس کے پاس اتنا خرچ ہو جو اسے اور اس کے اہل وعیال کے لیے واپسی تک کافی ہو.

اور اس کے پاس اتنا ہو جو اس کے واپسی کے بعد اس کے لیے اور جن کے اخراجات اس کے ذمہ ہیں ان کے لیے کافی ہو، مثلا جائدار کا کرایہ، یا تنخواہ یا تجارت وغیرہ.

اس لیے اگر تجارت کے راس المال یعنی اصل مال میں کمی کرنے کی بنا پر نفع میں کمی ہو اور وہ اس اور اس کے اہل و عیال کے لیے کافی نہ رہے تو اس پر اس تجارت کے راس المال اور اصل مال کے ساتھ حج کرنا لازم نہیں آتا جس کے نفع سے وہ اپنے اور اہل و عیال کے اخراجات پورے کر رہا ہے.

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

ایک شخص کا اسلامی بنك میں مال رکھا ہے، اور اس مال کے منافع کے ساتھ اس کی تنخواہ معتدل صورت میں اس کے لیے کافی ہے، تو کیا راس المال کے ساتھ اس پر حج کرنا فرض ہے، یہ علم میں رہے کہ ایسا کرنے سے اس کی ماہانہ آمدن پر اثر پڑے گا اور وہ مادی طور پر کمزور ہو جائیگا ؟

تو کمیٹی کا جواب تھا:

" اگر آپ کی حالت ایسی ہے جس طرح آپ نے بیان کی ہے، تو آپ عدم استطاعت کی بنا پر حج کرنے کے مکلف نہیں.

فرمان بارى تعالى ہے:

اور لوگوں پر اللہ تعالى كے ليے بيت اللہ كا حج كرنا فرض ہے، جو كوئى اس كى راہ كى طرف استطاعت ركھے.

اور ايك مقام پر ارشاد ربانى ہے:

اور اس نے تم پر دين ميں كوئى تنگى نہيں ركھى. انتہى

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (11 / 36).

حاجات اصليہ يا اصلى ضروريات سے مراد وہ اشياء ہيں جن كا انسان اپنى زندگى ميں بہت زيادہ محتاج رہتا ہے، اور اس سے مستغنى ہونا مشكل ہو.

مثلا: طالب علم كے ليے كتابيں، ہم اسے يہ نہيں كہينگے كہ تم اپنى كتابوں فروخت كر كے حج كرو، كيونكہ يہ اس كى اصلى ضروريات ميں شامل ہوتى ہيں.

اور اسى طرح ضرورت كى گاڑى، ہم يہ نہيں كہتے كہ تم گاڑى فروخت كر كے اس كى قيمت سے حج كى ادائيگى كرو، ليكن اگر اس كے پاس ايك كى بجائے دو گاڑياں ہوں اور اسے صرف ايك گاڑى كى ضرورت ہو تو اس كے ليے ايك گاڑى فروخت كرنا واجب ہے تا كہ اس كى قيمت سے حج ادا كرے.

اور اسى طرح كاريگر كے ليے لازم نہيں كہ وہ اپنے آلات فروخت كرے كيونكہ اسے ان كى ضرورت رہتى ہے.

اور اسى طرح وہ گاڑى جسے چلا كر وہ اپنا اور اپنے بيوى بچوں كے اخراجات پورے كرتا ہے، حج كے ليے اسے فروخت كرنا واجب نہيں.

اور اصلى ضروريات ميں نكاح كى ضرورت شامل ہے.

اس ليے اگر اسے نكاح اور شادى كى ضرورت ہو تو شادى كو حج پر مقدم كيا جائيگا، وگرنہ حج مقدم ہے.

اس كى تفصيل ديكھنے كے ليے آپ سوال نمبر (27120) كا جواب ديكھيں.

لہذا مالى استطاعت سے مراد يہ ہوئى كہ قرض اور شرعى اخراجات اور اصلى ضروريات پورى كرنے كے بعد جو مال بچے اور وہ حج كے ليے كافى ہو.

چنانچہ جو شخص بدنى اور مالى استطاعت ركھتا ہو اس كو حج كى ادائيگى جلد كرنا ہو گى.

اور جو شخص مالی اور بدنی استطاعت نہیں رکھتا، یا پھر اس میں بدنی استطاعت تو ہے لیکن وہ فقیر ہے اس کے پاس مال نہیں تو اس پر حج واجب نہیں ہوتا.

اور جو شخص مالی استطاعت رکھتا ہو لیکن اس میں بدنی استطاعت نہیں تو پھر ہم دیکھیں گے کہ:

اگر تو اس کی معذوری ختم ہونے کی امید ہے مثلا مریض کو مرض سے شفایابی کی امید ہو تو پھر انتظار کیا جائیگا حتی کہ اللہ تعالی اسے شفایابی سے نواز دے اور پھر وہ حج کرے گا.

اور اگر اس کی معذوری ختم ہونے کی امید نہیں، مثلا سرطان کا مریض یا پھر زیادہ عمر کا بوڑھا شخص جو حج نہیں کر سکتا تو اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی شخص کو مقرر کر دے جو اس کی جانب سے حج کرے، اور اس شخص میں مالی استطاعت ہونے کی صورت میں بدنی استطاعت نہ ہونا حج کو ساقط نہیں کرے گی.

اس کی دلیل بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

ایك عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر فرض کردہ حج میرے بوڑھے والد پر بھی فرض ہو چکا ہے، لیکن وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا، تو کیا میں اس کی جانب سے حج کر سکتی ہوں ؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1513).

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے اس قول " حج اس کے والد پر فرض ہو چکا ہے " کو صحیح قرار دیا حالانکہ وہ بدنی استطاعت نہیں رکھتا تھا.

اور عورت کے لیے حج کی فرضیت میں محرم کی شرط ہے کہ اس کا محرم ہو، اور عورت کے لیے بغیر محرم حج کا سفر کرنا حلال نہیں چاہے حج نفلی ہو یا فرضی, کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1862) صحیح مسلم حدیث نمبر (1341)

عورت کا محرم اس کا خاوند ہے یا پھر وہ شخص جو نسب یا رضاعت یا سسرالی طور پر ابدی حرام ہو.

اور بہنوئی یا خالو، یا پھوپھا محرم نہیں بن سکتا، بلکہ بعض عورتیں سستی اور کاہلی سے کام لیتے ہوئے اپنی بہن اور بہنوئی کے ساتھ یا پھر خالہ اور خالو کے ساتھ سفر کرتی ہیں، ایسا کرنا حرام ہے.

کیونکہ اس کا بہنوئی یا خالو اس کا محرم نہیں ہے، اس لیے اس کے ساتھ سفر کرنا حلال نہیں.

خدشہ ہے کہ اس کا حج مبرور نہیں ہو گا، کیونکہ حج مبرور وہ ہوتا ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو، اور اس عورت نے تو حج سے واپس آنے تك سارا سفر ہی گناہ والا کیا ہے.

اور محرم کے لیے شرط ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہو.

کیونکہ محرم کا مقصد عورت کی حفاظت اور اس کا خیال رکھنا ہے، بچہ اور مجنون اس مقصد کو پورا نہیں کر سکتے.

لہذا اگر عورت محرم نہیں پاتی یا پھر اسے محرم تو ملا لیکن وہ اس کے ساتھ سفر نہیں کرتا تو اس صورت میں عورت پر حج واجب نہیں ہو گا.

اور عورت پر حج فرض ہونے کے لیے خاوند کی اجازت شرط نہیں، بلکہ اگر عورت کے پاس حج واجب ہونے کی شروط مکمل ہو جائیں تو اس پر حج کرنا فرض ہو جاتا ہے، چاہے خاوند اجازت نہ بھی دے.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کا کہنا ہے:

" جب استطاعت کی شروط مکمل ہو جائیں تو حج کرنا فرض ہو جاتا ہے، اور اس میں خاوند کی اجازت شامل نہیں، اور نہ ہی خاوند کے لیے بیوی کو حج کرنے سے منع کرنا جائز ہے، بلکہ اس کے لیے مشروع ہے کہ وہ اس واجب کی ادائیگی میں اس کے ساتھ تعاون کرے" اھ

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (11 / 20).

یہ تو فرضی حج میں ہے، لیکن نفلی حج کے متعلق ابن منذر رحمہ اللہ تعالی نے اجماع نقل کیا ہے کہ: خاوند بیوی کو نفلی حج کرنے سے روکنے کا حق رکھتا ہے، کیونکہ خاوند کا حق اس پر واجب ہے، اس لیے کسی غیر واجب چیز کے ساتھ خاوند کا حق نہیں روکا جا سکتا.

دیکھیں: المغنی لابن قدامۃ (5 / 35).

دیکھیں: الشرح الممتع (7 / 5 ـ 28).

واللہ اعلم .